آئینہ
دارالعلوم سبیل السلام

مولانا قاری غلام ربانی قاسمی

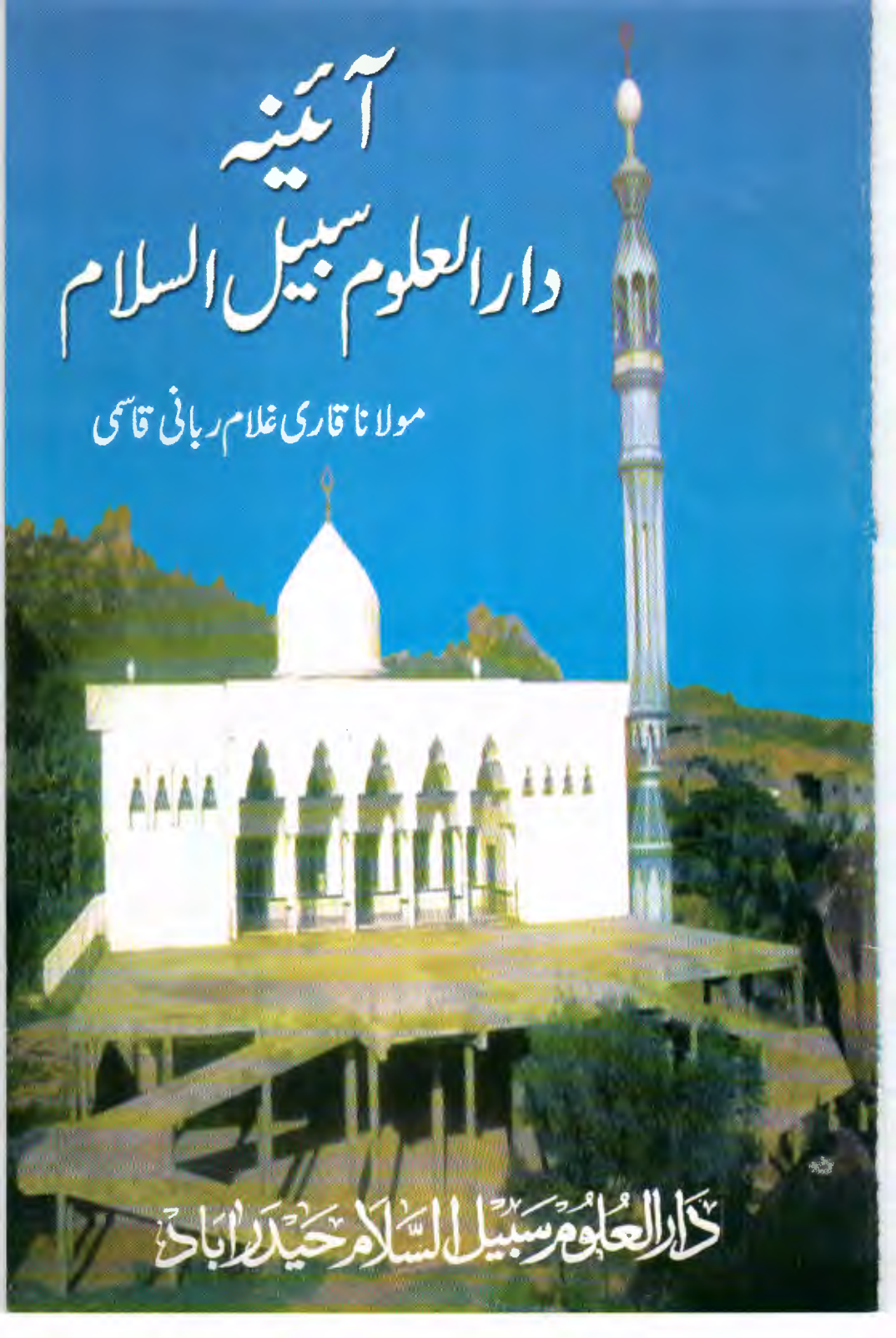

دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد

دارالعلوم سبیل السلام کا عمومی منظر

شعبۂ عربی کی درسگاہ بلڈنگ کا باب الداخلہ

آئینہ

دارالعلوم سبیل السلام

مدینۃ العلم، حیدرآباد، آندھراپردیش (الہند)

قیام جامعہ سے لے کر بانیٔ جامعہ حضرت مولانا
محمد رضوان القاسمیؒ کی وفات تک جامعہ کی اجمالی تاریخ

از

مولانا قاری غلام ربانی قاسمی

استاذ دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد

امام وخطیب مسجد عامرہ، عابڈس، حیدرآباد

۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء

نام کتاب:..... آئینہ دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد

مصنف:.....مولانا قاری غلام ربانی قاسمی

صفحات:..... ۲۶

کمپوزنگ:..... .....محمد احسان اللہ سبیلی (شعبہ کمپیوٹر دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد)

ناشر

دارالعلوم سبیل السلام، مدینۃ العلم - حیدر آباد

DARUL ULOOM SABEELUS SALAM

MADINATUL ILM, HYDERABAD,50005

A.P. INDIA

Ph: 0091- 40-24440450- Fax : 24441835

Email : dssalaam.com

For cheque & Drafts

" DARUL ULOOM SABEELUS SALAM"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحاد و بے دینی اور مذہب بیزاری کی موجودہ فضا اخلاقی اور دینی قدروں کے لئے سخت خطرہ بن گئی ہے، پھر ہم جس ملک میں رہتے ہیں، وہاں کا نظامِ حکومت سیکولر ہے، اور نظامِ تعلیم پر مذہب کی گرفت کمزور ہوجانے کی وجہ سے دین کی حفاظت اور آئندہ نسلوں کا دین سے رشتہ باقی رکھنا ایک اہم مسئلہ بن گیا ہے، ایسا مسئلہ کہ اس پر مسلمانوں کا مذہبی تشخص، تہذیبی یکتائی، ملّی وجود اور اسلام سے ان کا تعلق اور رشتہ موقوف ہے ____ دینی مدارس و مکاتب کے قیام کا اصل مقصد یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا رشتہ اسلام سے نہ صرف باقی بلکہ مضبوط و مستحکم رہے، اور وہ اِسلام اور تمام اسلامی تشخصات و امتیازات کے ساتھ ہندوستان میں رہیں، اور جہاں رہیں اپنی انہی حیثیتوں کے ساتھ رہیں، مسلمانوں کے ساتھ دین کا تعلق باقی رکھنے اور ہر زمانہ میں دین کے خلاف اٹھنے والے فتنوں اور تحریکات کے سدِّ باب میں مدارس نے جو خدمات انجام دی ہیں، برصغیر ہندو پاک کی گذشتہ صدی کی تاریخ کا ورق ورق اس پر شاہد عدل ہے، ایسے ہی اداروں میں ایک اہم ادارہ دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد ہے جس کی تاسیس آج سے ۳۲ رسال قبل بفضل اللہ حضرت مولانا محمد رضوان القاسمی رحمہ اللہ کے ہاتھوں عمل میں آئی، اس وقت مولانا رحمۃ اللہ علیہ مسجد عامرہ کے امام و خطیب تھے، راقم الحروف مسجد حیدر گوڑہ کا امام و خطیب، رمضان المبارک کا مہینہ گذر چکا تھا اور شوال ۱۳۹۳ھ کا مہینہ شروع ہو چکا تھا حافظ عبدالرشید صاحب فرقانی (مبلغ دارالعلوم سبیل السلام) بھی موجود تھے۔

مدرسہ کی پہلی میٹنگ :

شوال ۱۳۹۳ھ کے پہلے عشرہ میں مولانا محمد رضوان القاسمیؒ نے اپنی قیام گاہ عامرہ بلڈنگ مسجد عامرہ میں ایک میٹنگ طلب کی جس میں راقم الحروف اور حافظ عبدالرشید صاحب فرقانی شریک ہوئے، اور اسی میٹنگ میں متفقہ طور سے بے سروسامانی کے عالم میں توکلاً علی اللہ مدرسہ کے قیام کا فیصلہ ہوا، جس کے اصل محرّک اور سرخیل حضرت مولانا محمد رضوان القاسمیؒ ہی تھے، اس کے بعد مولانا محمد رضوان القاسمیؒ نے قاری ظہیر الدین شرفی مرحوم سابق خطیب مسجد عالیہ گن فاؤنڈری کے ذریعہ مولانا عبدالخالق افغانی مرحوم مسجد میاں مشک پرانا پل سے رابطہ قائم کرکے مسجد میاں مشک میں مدرسہ چلانے کے واسطے عارضی طور پر جگہ حاصل کی۔ اس طرح بحمد للہ ۱۸ رشوال ۱۳۹۳ھ سے مدرسہ کا آغاز ہوگیا۔ اور پہلے ہی سال سے حفظ، ناظرہ اور ابتدائی عربی جماعت کی تعلیم شروع ہوگئی، مقیم وغیر مقیم دونوں طرح کے طلبہ مدرسہ سے فیض پانے لگے۔

عربی درجات وحفظ کے مقیم طلبہ کے اسمائے گرامی:

(۱) مولانا شعیب اسلم ندوی ازھری حال مقیم جامعہ ازہر مصر فرزند جناب مولوی بہاء الدین صاحب سابق ملازم ریلوے (۲) مولانا محمد ہاشم غوری قاسمی مقیم حال ابوظہبی (۳) مولانا محمد حسان قاسمی برادر خُرد حضرت مولانا محمد رضوان القاسمیؒ (۴) مولانا محمد طاہر قاسمی شادنگری ناظم دارالعلوم سبیل الہدیٰ شادنگر ضلع محبوب نگر (۵) مولانا عبدالجبار قاسمی ناظم دارالعلوم رشیدیہ گدوال ضلع محبوب نگر (۶) مولانا لئیق احمد قاسمی امام وخطیب جامع مسجد شکرنگر بودھن ضلع نظام آباد (۷) مولوی حافظ محمد مصطفیٰ (۸) حافظ عبدالواحد (۹) حافظ عبدالرشید (۱۰) مولانا محمد عثمان کداڑو وغیرہم۔

اولین اساتذہ

اساتذۂ کرام میں مولانا محمد رضوان القاسمی اور راقم الحروف عربی درجات کو پڑھاتے تھے، اور شعبۂ حفظ و ناظرہ کو حافظ عبد الرشید صاحب پڑھاتے تھے، اور موصوف ہی ناظم مطبخ اور دارالاقامہ کے ذمہ دار اور مربی بھی تھے، دوسال تک یہ تمام ذمہ داریاں حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے، دوسال کے بعد مدرسہ کی مالی ضرورتوں کے پیش نظر حضرت مولانا محمد رضوان القاسمیؒ نے حافظ عبد الرشید صاحب فرقانی کو داخلی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر کے خارجی ذمہ داری سپرد کی یعنی ان کو مبلغ دارالعلوم سبیل السلام کی حیثیت دیکر مالیہ کی فراہمی کی ذمہ داری دی گئی، جس کو انہوں نے بخوشی قبول فرمایا، اور اس میدان میں انہوں نے اپنی گوناگوں صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مالیہ کی فراہمی کے مسئلہ کو بہت حد تک آسان کر دیا۔ اور اس میدان میں ان کی بے پناہ صلاحیتوں کا اعتراف خود اھل مدرسہ نے بھی بھرپور انداز میں کیا۔ ان کی یہ خدمت مدرسہ کو الحمدللہ تا حال حاصل ہے، اور انشاءاللہ تا حیات حاصل رہے گی۔

مدرسہ کے قیام کے وقت مدرسہ کے پاس پہلے سے کوئی آمدنی موجود نہ تھی اور نہ مدرسہ کی کوئی کمیٹی تھی۔ راقم الحروف اور حضرت مولانا محمد رضوان القاسمیؒ بلا معاوضہ پڑھایا کرتے تھے، اس طرح قیام کا مسئلہ مولانا عبد الخالق مرحوم کے ذریعہ اور تنخواہ کا مسئلہ بلا معاوضہ پڑھانے کے ذریعہ حل ہو گیا، اور مطبخ کا نظم بھی اہل خیر کے تعاون سے جاری ہو گیا۔

مدرسہ کی دوسری میٹنگ:

مدرسہ کا آغاز ہو چکا تھا لیکن ابتک اس کا کوئی نام تجویز نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ مولانا محمد رضوان القاسمیؒ نے ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ کے ابتدائی دنوں میں نام رکھنے

کے لئے ایک اور میٹنگ اپنی قیام گاہ عامرہ بلڈنگ مسجد عامرہ میں طلب کی، اس میٹنگ میں بھی راقم الحروف اور حافظ عبدالرشید صاحب شریک ہوئے۔ دن کے ۱۰ر بج رہے تھے، میٹنگ کا آغاز ہوا اور ظہر کے وقت تک اس کا سلسلہ جاری رہا، اس میٹنگ میں یہ بات پیش نظر رہی کہ مدرسہ کا نام ایسا ہو جس میں معنویت کے ساتھ جدّت بھی ہو، چنانچہ ۳ر گھنٹوں کے تبادلۂ خیال کے بعد قرآن کریم کی اس آیت ''قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ يَهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلَامِ '' (المائدہ:۱۵۔۱۶) کی روشنی میں آیت کریمہ کے الفاظ ''سُبُلَ السَّلام'' میں ''سُبُل '' کو واحد سے بدل کر ''سبیل السلام'' تجویز ہوا اور اس کے پہلے ''دارالعلوم'' بڑھا کر پورا نام ''دارالعلوم سبیل السلام'' رکھا گیا، آیت کریمہ میں مدرسہ کے نام کے ساتھ بانیٔ مدرسہ کے نام کی بھی مناسبت پائی جاتی ہے۔

خصوصی میٹنگ برائے وصولی چرم قربانی :

عیدالاضحیٰ کا زمانہ جب قریب آیا تو مسجد میاں مشک میں چرم کی وصولی اور مالی تعاون کے سلسلہ میں ایک خصوصی میٹنگ رکھی گئی۔ جن میں مخصوص حضرات کو مدعو کیا گیا جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

قاری ظہیرالدین شرفی مرحوم امام وخطیب مسجد عالیہ گن فاونڈری، مولانا عبدالخالق افغانی مرحوم مسجد میاں مشک پرانا پل، مولانا شاہ محمد بن عبدالرحمٰن الحموی قادری امام مسجد معظم پورہ ملے پلی، مولانا عبدالمنان سبیلی صدیقی ساکن گول کنڈہ، حافظ محمد یعقوب مرحوم مؤذن مسجد عامرہ عابڈس، جناب محمد علی عرف جانی بھائی مرحوم، خواجہ نصیرالدین انجینئر مرحوم، امتیاز علی حسینی مرحوم، حامد علی حسن صدیقی مرحوم، عبدالرحیم صدیقی صاحب، عبدالغفار صاحب، مسعود اسمٰعیل مرحوم، اس موقع پر ان حضرات نے مدرسہ کا بھرپور تعاون کیا۔

کیلنڈر:

مولانا محمد رضوان القاسمیؒ نے مدرسہ کے قیام کے پہلے ہی سال ہجری سن کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مدرسہ کی طرف سے ماہ محرم ۱۳۹۴ھ میں ایک کلینڈر مرتب کر کے طبع کروایا جو کافی مقبول ہوا، اور مدرسہ کے تعارف کا بہت بڑا ذریعہ بھی ثابت ہوا، الحمدللہ تا حال جاری ہے۔

کمیٹی کی تشکیل

عیدالاضحیٰ ۱۳۹۳ھ کے بعد مدرسہ کو مستحکم اور ترقی دینے کے لئے ایک کمیٹی کی ضرورت محسوس کی گئی اور اس ضرورت کی تکمیل کی غرض سے حضرت مولانا محمد رضوان القاسمیؒ نے ایک کمیٹی تشکیل دی جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) محمد علی عرف جانی بھائی مرحوم صدر (۲) خواجہ نصیرالدین انجینئر مرحوم معتمد (۳) عبدالرحیم صدیقی صاحب خازن (۴) حامد علی حسن مرحوم رکن (۵) امتیاز علی حسینی مرحوم رکن اور مولانا محمد رضوان القاسمیؒ مدرسہ کے ناظم مقرر ہوئے اور تا حیات ناظم رہے۔

کمیٹی کی توسیع:

بعض نامساعد حالات کی وجہ سے مدرسہ کو دو ماہ کے لئے لال ٹیکری منتقل ہونا پڑا اور پھر وہاں سے مہدی پٹنم خواجہ نصیرالدین مرحوم کے پلاٹ میں عارضی نظم کر کے منتقل ہو گیا، لیکن آندھی میں جب مدرسہ کی گھاس کی بنی ہوئی چھت اُڑ گئی تو مدرسہ عارضی طور پر قاری عبدالعلیم صاحب کے مکان ہل کالونی مہدی پٹنم میں منتقل ہوا۔ اور تقریباً چار ماہ مدرسہ قاری صاحب کے مکان میں رہا، پھر عمارت کی اصلاح و درستگی

کے بعد اپنی جگہ مہدی پٹنم واپس آ گیا، اس طرح ایک سال کی تکمیل کے بعد جب دوسرے سال کا آغاز ہوا تو رمضان ۱۳۹۴ھ کے بعد کمیٹی میں توسیع کرتے ہوئے جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحبؒ پارٹنر بیریز ہوٹل عابڈس اور جناب قاری عبدالعلیم صاحب مرحوم مہدی پٹنم کورکن کی حیثیت سے کمیٹی میں شامل کیا گیا، اس طرح مدرسہ نے ترقی کے مدارج طئے کرتے ہوئے اپنی عمر کے آٹھ نو سال اسی جگہ پورے کئے، مدرسہ کے تعلیمی استحکام کی وجہ سے مدرسہ کی شہرت کافی ہو چکی تھی اس لئے طلبہ کا رجوع کثیر تعداد میں ہونے لگا جس کی وجہ سے ابتداء ہی سے وہاں جگہ کی تنگی محسوس کی جانے لگی۔

مدرسہ کے لئے زمین کا حصول :

آٹھ سال گذرنے کے بعد بھی مدرسہ کے پاس نہ اپنی ذاتی زمین تھی اور نہ ذاتی مکان مگر مدرسہ کی ذاتی زمین کے حصول کے لئے کوششیں جاری تھیں شہر کے اطراف واکناف میں زمین دیکھی گئی لیکن کہیں پسند نہیں آئی، بالآخر صلالہ بارکس کے قریب کی زمین پسند کی گئی، اور مدرسہ کمیٹی کی کوششوں سے مدرسہ کی موجودہ زمین مدرسہ کے لئے حاصل کی گئی، مدرسہ کے لئے حاصل کردہ زمین کوئی معمولی زمین نہ تھی بہتر ایکڑ سے زیادہ تھی، اور مدرسہ کا مالی موقف ایسا نہ تھا کہ مدرسہ اتنی بڑی زمین کا معاوضہ یا اڈوانس ہی ادا کر سکے، مگر اس موقع پر کمیٹی کے ارکان اور خصوصا جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحب نے اپنی ذاتی رقم سے بطور قرض اڈوانس ادا کر کے اتنی بڑی زمین کے حصول کو جو بظاہر ناممکن نظر آ رہا تھا ممکن بنا دیا، اس کے بعد زمین کے دو حصے کئے گئے ایک بڑا حصہ مدرسہ کے لئے مختص کر دیا گیا اور دوسرے حصہ کو پلاٹ بنا کر فروخت کر دیا گیا، اور اس سے جو رقم حاصل ہوئی وہ کمیٹی کے ان لوگوں کو اور خود جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحب کو بھی جنہوں نے زمین کے مالک ریڈی کو بطورِ پیشگی کچھ رقم ادا کی تھی ان سبھوں کو ادا کر دیا گیا، زمین کے مالک ریڈی کو جو رقم ادا کی گئی وہ

یکمشت ادا نہیں کی گئی تھی بلکہ جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحبؒ کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور اس کی تکمیل مولانا محمد رضوان القاسمیؒ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔

مدرسہ کی منتقلی:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور مدرسہ کمیٹی کی جہد مسلسل اور اخلاص نیت اور مولانا محمد رضوان القاسمیؒ کی خاموش قیادت کی برکتوں سے تقریباً دس سال کے بعد وہ گھڑی آ ہی گئی جب ۲۷ ر ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۵ ر اکتوبر ۱۹۸۲ء بروز جمعہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ عرف علی میاں کے دستِ مبارک سے مدرسہ کی ذاتی زمین پر مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور اسی موقع پر مدرسہ مہدی پٹنم سے اپنی ذاتی اور وسیع و عریض زمین پر منتقل ہو گیا۔ وہ دن کیا ہی مسعود اور مبارک دن تھا جب مدرسہ کا ایک دیرینہ خواب پورا ہوا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہی ہے۔ اے اللہ تیرا بے انتہا شکر و احسان ہے۔

مدرسہ اپنی سرزمین پر:

مدرسہ جس وقت مہدی پٹنم سے منتقل ہو کر اپنی ذاتی زمین صلالہ بارکس میں آیا تو اس وقت مدرسہ کی زمین میں ایک باؤلی اور ایک بہت بڑی ٹنکی تھی، باؤلی سے متصل چھ کمروں پر مشتمل دو منزلہ ایک مکان تھا، پہاڑ اور وسیع میدان تھا اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ کمیٹی کی کوششوں سے مسجد ارقم کی تعمیر کی گئی اور دو بڑے ہالوں پر مشتمل ٹین پوش چھت کی ایک بڑی عمارت بنوائی گئی جو ایک عرصہ تک درسگاہ اور طلباء کے قیام کے لئے استعمال ہوتی رہی، اب ایک حصہ ڈائینگ ہال کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور دوسرا حصہ چھوٹے بچوں کے قیام و طعام کے طور پر، اور ایک باورچی خانہ باولی کے متصل بنایا گیا جو آج بھی کارآمد ہے، مسجد ارقم سے جانب مغرب تھوڑے فاصلہ پر غسل خانہ

پیشاب خانہ اور بیت الخلا پر مشتمل ایک چھوٹی سی عمارت تعمیر کی گئی جو ابھی تک زیر استعمال ہے، علاوہ ازیں مسجد ارقم سے جانب جنوب تھوڑے فاصلہ پر چند فیملی کوارٹرس بنائے گئے جس میں آج بھی کچھ اساتذہ کرام فیملی کے ساتھ مقیم ہیں۔ یہ تمام کام تین سالوں کی مختصر مدت اور مدرسہ کمیٹی کی سرپرستی میں انجام دیئے گئے، اس طرح ۱۹۷۲ء تا ۱۹۸۵ء تیرہ سال کی مدت کو مدرسہ کا پہلا دور کہا جائے گا۔ کیوں کہ یہاں تک مدرسہ کا سفر اور تعمیر و ترقی کمیٹی کی راست نگرانی میں ہوئی۔ اور اراکین کمیٹی قابلِ تعریف ہیں جن کی کوششوں کی وجہ سے مدرسہ اس منزل تک پہونچا۔

مدرسہ کا دوسرا دور :

۱۹۸۴ء میں جناب محمد علی عرف جانی بھائی مرحوم کے استعفی کے بعد جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحب کو مدرسہ کمیٹی کا صدر بنایا گیا اور ۱۹۸۵ء کے اواخر میں اراکین کمیٹی نے اپنے تمام اختیارات جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحبؒ صدر مدرسہ اور مولانا محمد رضوان القاسمیؒ ناظم مدرسہ کو مشترکہ طور پر سپرد کر کے عملاً مدرسہ کی تمام ذمہ داریوں سے دست بردار ہو گئے۔

اب مدرسہ کے دوسرے دور کا آغاز ۱۹۸۵ء کے اواخر سے ہوتا ہے یعنی یہاں سے مدرسہ کی جو کچھ تعمیر و ترقی ہوتی ہے وہ انہیں دونوں حضرات کی مشترکہ جدو جہد کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔

۱۔ درسگاہ کی پہلی عمارت:

۱۹۸۵ء کے بعد سب سے پہلی عمارت جو بنوائی گئی وہ باؤلی سے متصل مغرب جانب ۸/کمروں پر مشتمل درسگاہ تھی جو آج بھی درسگاہ کے طور پر مستعمل ہے،

۲۔ نئی بلڈنگ درسگاہ:

مدرسہ کی زمین کے وسط میں مشرق جانب چھوٹے بڑے تقریبا ۳۰/ کمروں پر مشتمل دومنزلہ آر۔سی۔سی درسگاہ ہے جس میں اول عربی سے لے کر تخصصات تک کی تعلیم ہوتی ہے اور مستقل دار الاقامہ نہ ہونے کی وجہ سے عربی جماعت کے طلبہ اسی عمارت میں مقیم بھی ہیں یعنی درسگاہ اور دار الاقامہ دونوں ہی حیثیت سے یہ عمارت استعمال کی جاتی ہے، یہ عمارت مدرسہ کی چند عظیم الشان عمارتوں میں سے ایک ہے جو اسی دور کی یادگار ہے۔

۳۔ محسن لائبریری:

یہ تیسری عظیم الشان عمارت مدرسہ کی محسن لائبریری ہے جو فی الوقت دومنزلوں پر مشتمل ہے مگر چار منزلوں کی گنجائش رکھی گئی ہے، یہ عمارت عربی درسگاہ کی عمارت کے سامنے مغربی جانب ہے، قابل دید عمارت ہے یہ عمارت بھی اسی دور کی یادگار ہے۔

جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحب کا انتقال:

۲۰/ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو فجر کے وقت دل کا دورہ پڑنے سے جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحب کا انتقال ہوگیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے بہت مخلص اور ایماندار شخص تھے۔ ۱۹۸۵ء کے اواخر سے ۲۰/ اکتوبر ۱۹۹۲ء یعنی سات سالہ دور جو مدرسہ کا دوسرا دور ہے۔ اور صدر مدرسہ اور ناظم مدرسہ کا مشترکہ دور ہے۔ اس میں ایک چھوٹی درسگاہ اور ایک بڑی درسگاہ اور ایک عظیم الشان لائبریری تعمیر کی گئی یہ اس دور کی تعمیری ترقی ہوئی۔

تعلیمی ترقی:

اس دور کی تعلیمی ترقی اس طرح ہے ۱۹۸۵ء تک ششم عربی تک ہی تعلیم ہوتی تھی مگر اس دوسرے دور میں ہفتم عربی کا آغاز ہوا پھر دورۂ حدیث کا آغاز ہوا پھر اس کے بعد بعض تخصصات کے بھی شعبے قائم ہوئے اس طرح تعمیری اور تعلیمی دونوں طرح کی ترقی اس دور میں ہوئی۔ اور اسی کے ساتھ یہ دوسرا دور ختم ہو جاتا ہے۔

جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحب:

تاریخ پیدائش یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء اصلاً جگتیال ضلع کریم نگر کے رہنے والے تھے نقل مکانی کر کے حیدرآباد آ گئے تھے، محلّہ حیدر گوڑہ میں مقیم تھے، عبدالغفار صاحب کی پاٹنرشپ میں عابڈس پر بیریز ہوٹل چلاتے تھے، جس زمانہ میں یعنی ۱۹۷۲ء راقم الحروف مسجد حیدر گوڑہ کا امام وخطیب تھا اس زمانہ میں جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحب مسجد حیدر گوڑہ کے معتمد یا صدر تھے اور اس کے بعد مسجد عامرہ عابڈس کے معتمد بنائے گئے۔ وفات سے چند ماہ قبل تک مسجد عامرہ کے معتمد رہے۔ جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحب تبلیغی جماعت کے سرگرم کارکن بھی تھے، سچے پکے مسلمان، نہایت دیندار مخلص اور ولی صفت انسان تھے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، اور ان کی خدمات کو ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحب کی خدمات :

۱۹۷۳ء تا ۱۹۸۳ء دس سال بحیثیت رکن کمیٹی، مدرسہ کو ان کی خدمات حاصل رہی ہیں اور ۱۹۸۴ء تا ۱۹۹۲ء نو سال بحیثیت صدر، مدرسہ کو ان کی خدمات

حاصل رہیں، جملہ ۱۹ رسال انہوں نے مدرسہ کی خدمت کی۔

مدرسہ کا تیسرا دور :

جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحب کے انتقال یعنی ۱۹۹۲ء کے بعد مدرسہ کا تیسرا دور شروع ہوتا ہے، اس دور میں مدرسہ کی تمام تر ذمہ داریاں عملاً مولانا محمد رضوان القاسمیؒ کے کاندھوں پر آپڑتی ہیں۔ مولانا محمد رضوان القاسمیؒ بہت ہی باہمت اور با حوصلہ انسان تھے۔ انہوں نے مدرسہ کی تعمیر وترقی کا سلسلہ جاری ہی نہیں رکھا بلکہ تیز تر کردیا، اس تیسرے دور میں مدرسہ کی جو تعمیری ترقی ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ مدرسہ کی زمین کی حصار بندی :

مولانا محمد رضوان القاسمیؒ نے مدرسہ کے حالات پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ حصار بندی نہ ہونے کی وجہ سے مدرسہ کی ۴۶ر ایکڑ زمین غیر محفوظ ہے، اور واقعہ بھی یہی تھا۔ قابضین کی نگاہیں مدرسہ کی وسیع وعریض اور حصار بندی نہ ہونے کی وجہ سے غیر محفوظ زمین پر جمی ہوئی تھی، آئے دن فتنہ پیدا کرتے رہتے تھے اور مدرسہ کی زمین کو ہڑپنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ جس کو مولاناؒ کی دور بین نگاہ نے بھانپ لیا اور ۱۹۹۲ء کے بعد سب سے پہلا جو کام کیا وہ مدرسہ کی حصار بندی کا کام تھا۔ ۴۶ر ایکڑ زمین کی حصار بندی کوئی معمولی کام نہ تھا مگر مولاناؒ نے اس کام کو کر ہی ڈالا اور اس طرح مدرسہ کی ۴۶ر ایکڑ غیر محفوظ زمین حصار بندی کے ذریعہ محفوظ ہوگئی ۱۹۹۲ء کے بعد مولاناؒ کا یہ سب سے پہلا اور اہم کارنامہ ہے۔ اس موقع پر عبداللہ باسلیمان مرحوم بارکس اور قادر پاشا مشیر آباد دونوں ماموں بھانجہ کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے حصار بندی کے سلسلہ میں مولانا محمد رضوان القاسمیؒ

کا بھرپور ساتھ دیا۔ حصار بندی کے موقع پر ان دونوں حضرات کی موجودگی سے حصار بندی کا کام آسان سے آسان تر ہوگیا۔

۲۔ مسجد عمر بن الخطابؓ کی تعمیر:

حصار بندی سے فارغ ہونے کے بعد مسجد عمر بن خطابؓ کی تعمیر کا آغاز ہوا جو اب تقریباً مکمل حالت میں موجود ہے۔ یہ مدرسہ کی عظیم الشان مسجد ہے۔ لائبریری کے پیچھے مغرب جانب واقع ہے۔ اس مسجد میں بیک وقت تقریباً ڈھائی ہزار مصلی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یہ مولاناؒ کا دوسرا اہم اور بڑا کارنامہ ہے۔ اس مسجد کے نیچے شمالی جانب ایک ہال ہے جو سمینار ہال کے نام سے موسوم ہے۔ اور چند سال قبل رابطہ ادب اسلامی کا اجلاس اسی ہال میں ہوا تھا، اس کے علاوہ صحن کے نیچے ایک سب سے بڑا ہال بھی ہے۔ اس ہال کو حضرت مولانا محمد رضوان القاسمیؒ نے اپنی زندگی ہی میں قاضی مجاہد الاسلامؒ کے نام سے موسوم کرتے ہوئے ''قاضی مجاہد ہال'' رکھا تھا سال گذشتہ جون ۲۰۰۴ء میں چودھواں فقہی سمینار اسی ہال میں منعقد ہوا تھا، یہ ہال ابھی تزئین سے خالی ہے اور جزوی کام بھی باقی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر مولاناؒ کا دوسرا اہم اور بڑا کارنامہ ہے۔

۳۔ تحفیظ القرآن :

یہ عمارت مسجد عمر بن الخطابؓ کے قریب ہی شمال اور مغرب جانب واقع ہے۔ یہ عمارت بھی مدرسہ کی عظیم الشان عمارتوں میں سے ایک ہے۔ اس عمارت میں حفظ کی تعلیم دی جاتی ہے، اور حفظ کے تمام طلبہ اسی عمارت میں مقیم ہیں۔ یہ عمارت سامنے اور شمالی جانب سے دو منزلہ ہے۔ اور اس کے مغربی جانب ایک بڑا ہال ہے۔

۴۔ انتظامی بلڈنگ:

یہ عمارت بھی مسجد عمر بن الخطابؓ کے قریب جنوب مشرق جانب واقع ہے ۔ یہ عمارت دو منزلہ ہے اور چند کمروں پر مشتمل ہے، تنظیم و ترقی کے تمام امور اسی عمارت سے انجام دیئے جاتے ہیں۔

۵۔ کمپیوٹر بلڈنگ:

یہ عمارت تحفیظ القرآن کے سامنے تھوڑے فاصلہ پر جانبِ مشرق واقع ہے۔اس عمارت میں کمپیوٹر کی تعلیم کا نظم ہے۔ یہ عمارت بھی بہترین عمارت ہے اور کمپیوٹر کے شایان شان ہے۔

۶۔ ٹیلرنگ سنٹر :

یہ عمارت صدر دروازہ کے قریب مغربی جانب واقع ہے اس عمارت میں خواہشمند طلبہ کو سلائی و کڑھائی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۷۔ بورویل، ٹنکی مع دو کمرے:

یہ عمارت باؤلی سے متصل شمال مغرب جانب واقع ہے سب سے نیچے بورویل ہے جس کا پانی آج بھی پینے اور کھانا پکانے میں استعمال ہوتا ہے۔اس کے اوپر دو کمرے ہیں جن میں سے ایک کمرہ بطور کلینک ایک عرصہ تک استعمال ہوتا رہا۔ اور اس کے اوپر یعنی سب سے اوپر ایک بڑی ٹنکی ہے۔

۸۔ السلام ہاسپیٹل:

یہ عمارت صدر دروازہ سے قریب مشرقی جانب واقع ہے یہ عمارت دو منزلہ

ہے یہ دراصل عوامی خدمت کے لئے ایک بڑا ہاسپٹل ہے جو قریب التکمیل ہے افتتاح ہونا ابھی باقی ہے۔

۹۔ ڈائینگ ہال :

یہ عمارت باورچی خانہ کے قریب مشرقی جانب واقع ہے اس عمارت میں اساتذہ اور تخصصات کے طلبہ کے کھانے کا نظم ہے۔

۱۰۔ دارالاختصاص :

یہ عمارت انتظامی بلڈنگ سے متصل مشرق جانب واقع ہے۔ یہ عمارت تخصصات کے طلبہ کے لئے بنائی گئی ہے جیسا کہ نام سے بھی ظاہر ہے یہ عمارت ابھی نامکمل ہے، مگر قریب التکمیل ہے۔

''تلک عشرۃ کاملۃ'' یہ مکمل دس عمارتیں وہ ہیں جن کا شمار مولانا محمد رضوان القاسمیؒ کے خصوصی کارناموں میں ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام عمارتیں جناب سید ضیاء الرحمٰن صاحبؒ کے انتقال کے بعد تعمیر کی گئی ہیں، اس کے علاوہ ایک مہمان خانہ بھی زیر تعمیر ہے، چھت پڑ چکی ہے دیگر کام باقی ہیں۔

علمی ترقی:

یوں تو دارالعلوم سبیل السلام میں جتنے تعلیمی شعبے قائم ہیں وہ سب حضرت مولانا محمد رضوان القاسمیؒ ہی کے ذہن وفکر کے نتیجہ میں قائم ہوئے ہیں، مگر ان کے اس مخصوص دور میں بھی مدرسہ نے تعلیمی اعتبار سے کافی ترقی کی تخصصات کے مزید شعبے قائم ہوئے تدریب الائمہ اور انگریزی تعلیم یافتہ طلبہ کے لئے عالمیت کے خصوصی درجات قائم ہوئے، نشر واشاعت کا شعبہ کافی متحرک ہوا اور کافی کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوئیں۔

حضرت مولانا محمد رضوان القاسمی رحمۃ اللہ علیہ :

تاریخ پیدائش ۱۱ر جولائی ۱۹۴۴ء مقام پیدائش بھاگ رتھ پور رسول پور ضلع دربھنگہ صوبہ بہار، ابتدائی تعلیم جامعہ رحمانی مونگیر، مدرسہ ڈھاکہ چمپارن، مدرسہ حسینیہ رانچی، متوسطات کی تعلیم کے بعد دارالعلوم دیوبند آگئے اور ۱۹۶۷ء میں دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد اختصاص فی القرآن میں داخلہ لیا، اور ۱۹۶۹ء میں مقالہ پیش کرنے کے بعد اختصاص فی القرآن کی تکمیل کی۔

حیدرآباد میں آمد :

انہیں دنوں مسجد عامرہ عابڈس حیدرآباد میں امام وخطیب کی جگہ خالی ہوئی ۔حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند جب حیدرآباد تشریف لائے تو مسجد عامرہ کی کمیٹی کے ارکان خصوصاً عبدالوہاب صاحب معتمد مسجد عامرہ عابڈس نے حضرت مہتمم صاحب سے امام وخطیب کے واسطے درخواست کی، حضرت مہتمم صاحب نے ان کی درخواست قبول فرماتے ہوئے حضرت مولانا معراج الحق صاحب نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی وساطت سے مولانا محمد رضوان القاسمیؒ کو مسجد عامرہ کے واسطے منتخب فرما کر حیدرآباد کے لئے روانہ کر دیا اس طرح حضرت مولانا محمد رضوان القاسمی صاحب دارالعلوم دیوبند سے حیدرآباد آگئے، ان کی آمد پر اراکین کمیٹی نے ان کا شاندار استقبال کیا۔

دل مضطر سے پوچھا اے رونق بزم　　میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں

مسجد عامرہ میں مصروفیات :

حضرت مولانا محمد رضوان القاسمیؒ کا مسجد عامرہ میں چوتھی منزل پر قیام تھا۔

مسجد میں پانچوں وقت کی نماز پڑھاتے تھے ظہر کی نماز کے بعد قرآن کا درس دیتے تھے، درس میں مصلیوں کی کثیر تعداد شریک ہوا کرتی تھی، اور مولانا کے درس سے فیض یاب ہوتی تھی، عصر کے بعد مشکوٰۃ شریف کا درس دیتے تھے، اس طرح حدیث شریف سے بھی مصلیان مسجد فیض یاب ہوتے تھے۔ جمعہ کے دن اپنے مخصوص انداز خطابت کے ذریعہ لوگوں کو مسحور کر دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کے بصیرت افروز خطاب کو سننے کے لئے لوگ دُور دُور سے آتے تھے، جس کی وجہ سے مسجد عامرہ اپنی تنگی داماں کا شکوہ کیا کرتی تھی۔

مولانا کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ :

مولانا کے بہت سے کارناموں میں سے سب سے بڑا کارنامہ دارالعلوم سبیل السلام کا قیام ہے، جو انہوں نے حیدرآباد میں اپنے قیام کے تین سال بعد ۱۹۷۲ء میں قائم فرمایا، راقم الحروف اور الحاج حافظ قاری عبدالرشید صاحب فرقانی مولانا کے اولین معاون رہے اور بعد میں خود مولانا کے برادارن خرد جناب محمد سلمان صدیقی اور حافظ محمد عرفان صدیقی کا تعاون برابر جاری رہا اور ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس ادارہ کو نہ صرف قائم فرمایا بلکہ اپنی ہی زندگی میں بام عروج تک پہنچایا جس کا جیتا جاگتا ثبوت دارالعلوم سبیل السلام اپنی شکل میں آج بھی موجود ہے۔ وللہ الحمد ولہ الشکر

مولانا کی تصنیفات وتالیفات :

مولانا جہاں ایک طرف بے مثال خطیب، مقرر، واعظ، مدبر، مفکر اور منتظم تھے وہیں لاجواب اہل قلم بھی تھے یہی وجہ ہے کہ شہر کے کثیر الاشاعت اور ممتاز اخبار یعنی روزنامہ سیاست میں آپ کے مضامین تسلسل کے ساتھ شائع ہوتے رہے اور اس

کے علاوہ ''آپ کے سوال'' کے عنوان سے لوگوں کے سوال کا جواب دیتے رہے جس سے عوام وخواص مستفیض ہوتے رہے اور مولانا کو ان کی حسن تحریر پر داد دیتے رہے علاوہ ازیں مولانا کی مزید کئی تصانیف ہیں جن میں سے چند کا نام درج ذیل ہے:
اے انسان وقت کی قیمت پہچان، باتیں ان کی یاد رہیں گی، چراغِ راہ، دینی مدارس اور عصر حاضر، زکوٰۃ وصدقۂ فطر ـــــ احکام ومسائل، عیدالاضحیٰ ـــــ احکام ومسائل، سفر آخرت، اسرار حیات، متاع قلم، گنجہائے گرامایہ۔

آخری ملاقات :

۹ر ستمبر ۲۰۰۴ء بروز جمعرات بوقت دس بجے شب راقم الحروف مسجد عامرہ سے عشاء کی نماز پڑھا کر مدرسہ آرہا تھا اور مدرسہ کے گیٹ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ گیٹ کھلا اور مولانا کی کار گیٹ سے باہر نکلی، کار گیٹ سے باہر نکل کر رک گئی راقم الحروف بھی رک گیا سلام وکلام ہوا مولانا نے فرمایا کہ کل سویرے میرا دہلی کا سفر متوقع ہے اس لئے کل مسجد عامرہ میں جمعہ کی نماز آپ پڑھا دیں گے، اس کے بعد کار روانہ ہوگئی اور میں مدرسہ آگیا، صبح ہوئی تو راقم الحروف جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے مسجد عامرہ عابڈس آگیا یہاں آنے کے بعد معلوم ہوا کہ مولانا کی طبیعت خراب ہوگئی اور دہلی کا سفر ملتوی ہوگیا مولانا کو دواخانہ میں شریک کرادیا گیا ہے، ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۴ء بروز شنبہ بوقت گیارہ بجے دن مولانا اچانک کوما میں چلے گئے اور حالت تشویشناک ہوگئی مولانا کو شوگر، بلڈ پریشر، ہارٹ یہ تینوں مرض پہلے ہی سے تھے، اب ایک اور مرض کا اضافہ ہو چکا تھا یعنی دماغی عارضہ۔ کوما ہی کی حالت میں مولانا کے دماغ کا آپریشن کیا گیا، مگر یہ آپریشن بھی زندگی کے لئے مددگار ثابت نہ ہوسکا وقت گذرتا گیا اور

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جیسے جیسے وقت گذرتا جارہا تھا ناامیدی بڑھتی جارہی تھی ۱۱/اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز پیر ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر راقم الحروف حسبِ معمول مسجد کی لائبریری میں بیٹھا تھا کچھ لوگ میرے پاس لائبریری میں آئے اور کہنے لگے کہ مولانا کے بارے میں آپ کو کوئی تازہ اطلاع ہے تو میں نے لاعلمی ظاہر کی اور اسی وقت ہم تمام لوگ کیرہاسپٹل پہنچ گئے جہاں مولانا شریک دواخانہ تھے اور دن کے ڈھائی بج رہے تھے، وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ مولانا دارفانی سے کوچ کرکے دارالخلد کو روانہ ہو چکے ہیں ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' یہ خبر عزیز واقارب اور متعلقین پر بجلی بن کر گری اور تھوڑی ہی دیر میں تمام شہر میں پھیل گئی، تجہیز وتکفین کا انتظام کیا گیا اور اسی شب دس بجے مسجد عامرہ میں جنازہ کی نماز پڑھی گئی وقت کی کمی کے باوجود جنازہ کی نماز میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے، بہت سے لوگ جو مسجد عامرہ نہ آسکے تھے مدرسہ پہنچ گئے ان کی رعایت کرتے ہوئے مدرسہ میں بھی جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ پھر مدرسہ ہی میں مولانا کی تدفین عمل میں آئی۔ اس طرح مولانا ہمیشہ ہمیش کے لئے مدرسہ میں سو گئے، جسے انہوں نے اپنے خون پسینہ سے سینچا تھا اور یہ ان کے لئے انشاء اللہ صدقہ جاریہ رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یہ وہ ستارہ ہے جو 11/جولائی ۱۹۴۴ء کو شمال میں طلوع ہوا۔ اور سفر کرتے ہوئے ۲۵/سال کے بعد ۱۹۶۹ء میں جنوب میں داخل ہوا، اور ۳۵/سال تک جنوب میں چمکنے اور اپنی روشنی بکھیرنے کے بعد 11/اکتوبر ۲۰۰۴ء کو یعنی کامل ساٹھ سال تین ماہ کی عمر میں سرزمین دکن میں ہمیشہ ہمیش کے لئے غروب ہوگیا۔

مولانا محمد رضوان القاسمی بیک نظر :

نام محمد رضوان القاسمی ولد الحاج حبیب الحسن مرحوم، تاریخ پیدائش :۱۱/

جولائی ۱۹۴۴ء۔ مقام پیدائش بھاگ رتھ پور رسول پور، ضلع دربھنگہ، صوبہ بہار۔ تعلیم : فاضل و متخصص دارالعلوم دیوبند، امام وخطیب مسجد عامرہ عابڈس حیدرآباد۔ بانی و ناظم دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد، رکن تاسیسی و عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔ نائب صدر فقہ اکیڈمی انڈیا، رکن مجلس شوریٰ ندوۃ العلماء لکھنؤ، رکن اصحاب حل وعقد امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، رکن تاسیسی المعہد العالی لتدریب القضاء والافتاء پٹنہ، نائب صدر تنظیم ابنائے قدیم دارالعلوم دیوبند، رکن تاسیسی و عاملہ آل انڈیا ملی کونسل، رکن تاسیسی مجلس علمیہ آندھرا پردیش، نائب صدر دینی مدارس بورڈ آندھرا پردیش، نائب صدر یونائیٹیڈ مسلم فورم آندھرا پردیش۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور ان کے اس لگائے ہوئے باغ کو ہمیشہ پھلتا پھولتا اور ہر قسم کے شرور وفتن سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

ooOoo

دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد ایک نظر میں

۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء

سنۂ قیام :	شوال ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۲ء
بانی :	حضرت مولانا محمد رضوان القاسمیؒ
زمینی رقبہ :	۴۲ ایکڑ
تعلیمی شعبے :	تحفیظ القرآن، ناظرہ، پرائمری، عربی اول سے لیکر دورۂ حدیث (فضیلت) تک مکمل تعلیم، کلیة القرآن (تخصص فی التفسیر) کلیة الحدیث (تخصص فی الحدیث) کلیة الشریعة (تخصص فی الفقہ والافتاء) کلیة الدعوة (تخصص فی الدعوة) کلیة اللغة العربیة و آدابها (عربی زبان وادب میں تخصص) تدریب الائمۃ، (حفاظ کو منصب امامت وخطابت کے لائق بنانے کے لئے تربیتی شعبہ) جماعت خاص (عصری درسگاہوں سے فارغ شدہ طلبہ کے لئے مختصر مدتی عالم کورس)
دیگر شعبہ جا :	(۱) کمپیوٹر سیکشن۔ (۲) ٹیلرنگ سنٹر (۳) لائبریری (۴) دارالمطالعہ، (۵) دارالافتاء (۶) دارالاشاعت (۷) دفتر محاسبی وتعمیرات (۸) شفاخانہ (۹) ''الفلاح'' (انجمن طلباء)، اردو سہ ماہی ''صفا'' (۱۰) عربی سہ ماہی ''صوت السلام'' (۱۱) طلبہ کا سالنامہ معمار۔
کل طلبہ	تقریباً ۸۰۰
دار الاقامہ میں مقیم طلبہ کی تعداد:	تقریباً ۷۰۰

اساتذہ وعملہ کی تعداد:	۷۰
سالانہ بجٹ:	تقریباً ۹۰ لاکھ
ذرائع آمدنی :	جامعہ کے پاس کوئی مستقل ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔ فضل خداوندی کے بعد اصحاب خیر حضرات کی طرف سے عطا کردہ زکوٰۃ، صدقات اور امدادی تعاون ہی کے ذریعہ اس کے اخراجات کی تکمیل ہوتی ہے۔
جامعہ کو درپیش فوری ضرورتیں :	(۱) دارالاقامہ : ہاسٹل کے لئے مستقل عمارت نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت طلبہ درسگاہوں کے کمروں میں رہتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں کافی دشواریاں پیش آتی ہیں اس لئے ان کے لئے علیحدہ مستقل دارالاقامہ کی فوری ضرورت ہے۔ (۲) مہمان خانہ : جامعہ میں ملک و بیرون ملک سے وقتاً فوقتاً مختلف علمی شخصیتیں آتی رہتی ہیں، جامعہ میں مہمان خانہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کی ضیافت و راحت رسانی میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مہمان خانے کے ایک حصہ پر صرف چھت پڑ چکی ہے بقیہ کام باقی ہے۔ (۳) فیملی کوارٹرس : جامعہ میں اساتذہ وعملہ کے لئے فیملی کوارٹرس کی سخت ترین ضرورت ہے تاکہ وہ مکمل یکسوئی واطمینان قلبی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکیں
ناظم	مولانا محمد حسان القاسمی

DARUL ULOOM SABEELUS SALAM
MADINATUL ILM, HYDERABAD,50005
A.P. INDIA
Ph: 0091- 40-24440450- Fax : 24441835
Email : dssalaam.com

For cheque & Drafts
" DARUL ULOOM SABEELUS SALAM"

دارالعلوم سبیل السلام اور اس سے ملحقہ اداروں کی اہم مطبوعات

صلوۃ وسلام ۞ ظہور قدسی ﷺ ۞ منتخب دعائیں ۞ اے انسان! وقت کی قیمت پہچان ۞ چراغِ راہ ۞ باتیں ان کی یاد رہیں گی ۞ دینی مدارس اور عصر حاضر ۞ زکوۃ وصدقہ فطر۔ احکام ومسائل ۞ عیدالاضحیٰ۔ احکام ومسائل ۞ جرائم۔ مرض اور علاج ۞ گلدستۂ سنت ۞ گنج ہائے گرانمایہ ۞ سفر آخرت۔ احکام ومسائل ۞ عصر حاضر کے فقہی مسائل ۞ پیغمبر اخلاق وانسانیت ۞ اسرار حیات ۞ متاعِ قلم ۞ حلال وحرام ۞ نبی رحمت کا پیام رحمت ۞ اسلام کا نظامِ مساجد ۞ بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس ۞ دروس حرم ۞ وہ جو شاعری کا سبب ہوا ۞ دو ہفتے امریکہ میں ۞ قرآنی امت ۞ پیام اخوت ۞ قرآن کریم۔ تاریخِ انسانیت کا سب سے بڑا معجزہ ۞ تاریخِ تدوینِ سیرت ۞ جنت اور اہلِ جنت کتاب وسنت کی روشنی میں ۞ آسان اصول فقہ ۞ جب ستارے ٹوٹ جائیں گے ۞ اسلام کا نظام عشر وزکوۃ ۞ نفقہ مطلقہ کا مسئلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ۞ اصلاح معاشرہ ۞ انجمن طلبہ کا سالنامہ معمار (اردو)، ۞ النھضۃ الاسلامیۃ (عربی) ۞ امام ابوحنیفہؒ کی تدوین قانونِ اسلامی ۞ اصطلاحاتِ اصول حدیث ۞ خلق عظیم ۞ اصلاحی اشعار۔

﴿ان میں سے بہت سی کتابوں کے اڈیشن ختم ہو چکے ہیں دوبارہ طبع کی ضرورت ہے نیز بہت سی اہم کتابیں بعض کتابت شدہ اور بعض غیر کتابت شدہ اصحاب خیر کی منتظر ہیں۔ إنّ الله لايضيع أجر المحسنين﴾

دارالعلوم سبیل السّلام کے احاطہ میں سلیم متین کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ کا باب الداخلہ

جامعہ کے احاطہ میں عثمان جوہری ٹیلرنگ سنٹر

جامعہ کا کتب خانہ ''محسن لائبریری''

عمارت تحفیظ القرآن الکریم — ایک منظر

DARUL ULOOM SABEELUS SALAM

MADINATUL ILM, HYDERABAD - 500 005

A.P. INDIA

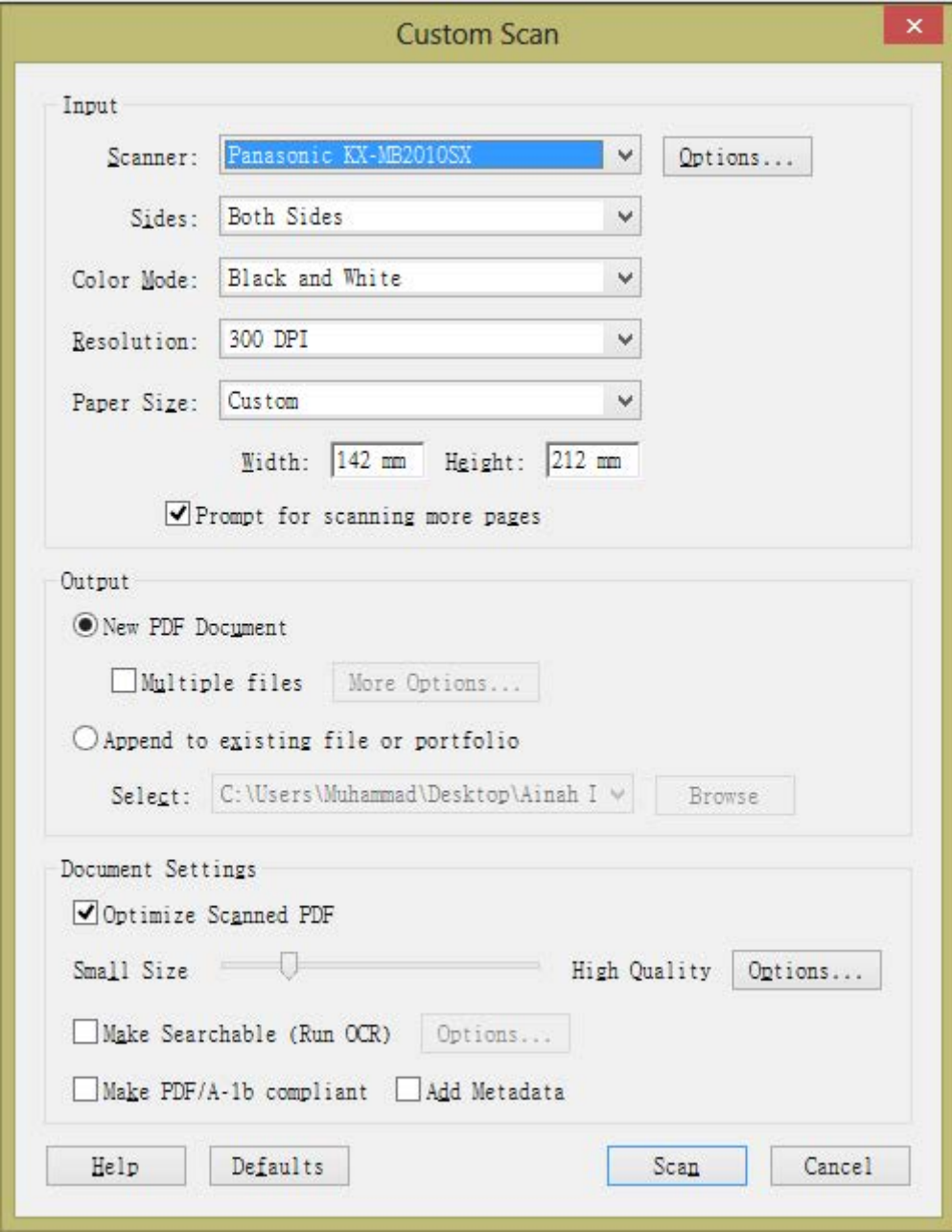
Custom Scan
Input
Scanner:
Panasonic KX-MB2010SX
Options...
Sides:
Both Sides
Color Mode:
Black and White
Resolution:
300 DPI
Paper Size:
Custom
Width:
142 mm
Height:
212 mm
Prompt for scanning more pages
Output
New PDF Document
Multiple files
More Options...
Append to existing file or portfolio
Select:
C:\Users\Muhammad\Desktop\Ainah I
Browse
Document Settings
Optimize Scanned PDF
Small Size
High Quality
Options...
Make Searchable (Run OCR)
Options...
Make PDF/A-1b compliant
Add Metadata
Help
Defaults
Scan
Cancel